جاوید نامہ کی روشنی میں اقبال کا تصوّرِ ابلیس

تسکینہ فاضل

اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو آدم کے سامنے سر بہ سجدہ ہونے کا حکم دیا تو تمام فرشتے آدم کے سامنے سر بسجود ہوتے۔ اس طرح آدم مسجودِ ملائک قرار پایا۔ صرف ایک ابلیس ہے جس نے حکم خداوندی کی تعمیل کرنے سے انکار کیا اور وہ ہمیشہ کیلئے راندۂ درگاہ ہوا۔ ابلیس نے آدم کو سجدہ نہ کرنے کا یہ سبب بتایا کہ آدم کی تخلیق مٹی سے ہوتی ہے جب کہ مجھے آگ سے خلق کیا گیا ہے چنانچہ آدم کو اُس نے اپنے سے فروتر تصور کیا اور کہا کہ اسی سبب کے تحت میرا آدم کے سامنے سر بہ سجدہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قرآن حکیم کے مطابق ابلیس نے استکبار کیا اور وہ کافروں میں شامل ہوگیا اقبال اپنے ایک مضمون "ISLAM AS A MORAL AND POLITICAL IDEAL" میں ابلیس کے انکار کو اُس کی عزت نفس کا اظہار سمجھتے ہوتے لکھتے ہیں:۔

"I HOPE I SHALL NOT BE OFFENDING THE READER WHEN I SAY THAT I HAVE A CERTAIN AMMOUNT OF ADMIRATION FOR THE DEVIL. BY REFUSING TO

PROSTRATE HIMSELF BEFORE ADAM, WHOM HE HONESTLY BELIEVED TO BE HIS INFERIOR, HE REVEALED A HIGH SENSE OF SELF RESPECT" ۱

جہاں تک احادیث کا تعلق ہے ان کی رو سے ہر انسان کے ساتھ اس کا شیطان وابستہ ہے اور شیطان ہر انسان کے رگ و پے میں اور اس کی روح کی گہرائیوں میں خون کی طرح گردش کر رہا ہے اب مسئلہ یہ ہے کہ ایک طرف خدا نے انسان سے اطاعت کرنے اور شیطان سے محفوظ رہنے کی تاکید یا تلقین کی تو دوسری طرف شیطان کو بھی پیدا کر کے اُسے آزادی عطا کی۔ شیطان ہر لمحہ انسان کو ورغلانے اور اس کی عاقبت کو بگاڑنے میں مصروف کار رہتا ہے اقبال کے ذہن میں اس نوع کے سوالات پیدا ہوتے رہتے تھے چنانچہ "جاوید نامہ" میں شاہمدان سے حیات و موت کے اسرار اقوام عالم کے عروج و زوال کے اسباب کے علاوہ حقیقت خیر و شر کے متعلق بھی دریافت کرتے ہیں

ملاحظہ کیجئے:

از تو خواہم سر یزداں را کلید　　طاعت از ما جست و شیطان آفرید
زشت و ناخوش را چناں آراستن　　در عمل از ما نکوئی خواستن
از تو پرسم ایں فسوں سازی کہ چہ　　با قمار بد نشستن بازی کہ چہ
مشت خاک و ایں سپہر گرد گرد　　خود بگوی زیبدش کارے کہ کرد؟
کار ما افکار ما آزار ما　　دست با دنداں گزیدن کار ما

شاہمدان جواب دیتے ہیں۔

بندۂ کز خویشتن دارد خبر　　آفریند منفعت را از ضرر
بزم با دیو است آدم را وبال　　رزم با دیو است آدم را جمال
خویش را بر اہرمن باید زدن　　تو ہمہ تیغ آں ہمہ سنگِ فسن
تیز تر شو تا فتد ضرب تو سخت　　ورنہ باشی در دو گیتی تیرہ بخت

خدا کے نزدیک شیطان کو پیدا کرنے کا مقصود یہ ہے کہ انسان اس کا مقابلہ کر کے اور اس سے برسر پیکار ہو کر اپنی خودی کو مستحکم کر سکے۔ زندگی رزم گاہ خیر و شر کا نام ہے اگر نفس کے اندر پیکار نہ ہو تو نفس کی ترقی ممکن نہیں۔ اقبال کی شاعری میں جہاں تک تصور ابلیس کا تعلق ہے اس کے بالا دستیاب مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کہیں بھی ابلیس کو راندہ درگاہ قرار نہیں دیا ہے بلکہ اس کے کردار کو انہوں نے اپنے مخصوص اور منفرد انداز نظر سے دیکھا ہے ان کے یہاں ابلیس توحید اور عزت نفس کی ایک بڑی علامت ہے جس نے حکم ایزدی کے باوجود غیر خدا کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے صاف انکار کیا۔ اقبال کو ابلیس کے کردار سے ایک طرح کی ہمدردی ہے یہ ابلیس ہی ہے جس نے انسان کو اختیار کی نعمت عطا کی۔ کیونکہ آدم جب تک جنت میں تھا۔ وہ اختیار کی دولت سے بے بہرہ یا محروم تھا ابلیس نے آدم کو بہکا کر نافرمانی پر آمادہ کیا جس کے نتیجے میں اُسے جنت سے نکال کر زمین پر اُتارا گیا اِس زمین پر اُتر کر اُسے اختیار کی زندگی کرنے کا سلیقہ آیا اقبال ابلیس کی عمل کی پختگی اور انہماک سے بے حد متاثر ہیں۔ اُن کے کلام میں ایسی کتنی نظمیں ہیں جن میں ابلیس کو موضوع بنایا گیا ہے مثال کے طور پر جبریل و ابلیس، ابلیس کی عرضداشت، ابلیس کی مجلس شوریٰ، ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام، اغوائے آدم، تسخیر فطرت وغیرہ وغیرہ ان نظموں کے علاوہ ان کی فارسی تصنیف "جاوید نامہ" میں بھی اس موضوع پر دو عنوانات ملتے ہیں پہلا عنوان نمودار شُدن خواجہ اہل فراق ابلیس اور دوسرا نالہ ابلیس۔ اس مقالے میں مذکورہ نظموں سے قطع نظر کر کے فقط جاوید نامہ کی روشنی میں اقبال کا تصور ابلیس پیش کرنے کی کوشش کی جاتے گی جاوید نامہ اکثر و بیشتر ناقدین کی نظر میں اقبال کے شاعرانہ کمال کی معراج اور ان کے تصور فن کا منتہا ہے۔ بقول اقبال۔

آنچہ گفتم از جہاں دیگر است　　　　ایں کتاب از آسمان دیگر است

"جاوید نامہ" افلاک کی سیر پر مشتمل ہے اس تصنیف میں افلاک کی سیر کے دوران اقبال کی ملاقات ہر اس انسان سے ہوتی ہے جو کسی نہ کسی غیر معمولی صفت کا مالک تھا خواہ اس کی نوعیت

Scanned by CamScanner

علوی ہو خواہ سلفی۔ افلاک کی سیر کرتے کرتے فلک مشتری کی منزل پر پہنچ کر اقبال کی ملاقات علاج غالب اور قرۃالعین طاہرہ کی ارواح جلیلہ سے ہوتی ہے ان سے خودی کے موضوع اور حیات کے اسرار و رموز پر تبادلہ خیالات ہوتا ہے استنے میں "خواجہ اہل فراق ابلیس" نمودار ہوتا ہے خواجہ اہل فراق یعنی اُن تمام لوگوں کا سردار جنہوں نے خدا کی نافرمانی کر کے ہمیشہ کیلئے خدا سے دوری مول لی۔ یہاں پر ابلیس کا تعارف اقبال نے خود اپنی زبان سے نہیں بلکہ اپنے پیر و مرشد مولانا رومی کی زبانی کرایا ہے غور طلب بات یہ ہے کہ ابلیس کی شخصیت اقبال کی نظر میں کوئی ایسی غیر معمولی شخصیت ضرور ہے جس کے تعارف کیلئے انہوں نے مولانا روم کا انتخاب کیا ہے مذکورہ عنوان کے تحت اقبال ایک تاریک منظر پیش کرتے ہیں جس کی رو سے اچانک ہر سو تاریکی چھا جاتی ہے اور ایسے میں ایک شعلہ بھڑکتا ہے جس میں سے سرمئی قبا پہنے ہوئے ایک پیر مرد جو سر تا پا دھوئیں میں لپٹا ہوا ہے نمودار ہو جاتا ہے ابلیس کے تعارف میں جاوید نامہ کے یہ اشعار ملاحظہ کیجئے:۔

کہنہ کم خندہ اندک سخن — چشم او بینندہ جان در بدن
رند و ملا و حکیم و خرقہ پوش — در عمل چوں زاہدان سخت کوش
فطرتش بیگانہ ذوق وصال — زہد اُو ترک جمال لایزال
تاگسستن از جمال آسان نبود — کار پیش افگند از ترک سجود
اند کے در واردات اُو نگر — مشکلات او ثبات اُو نگر
غرق اندر رزم خیر و شر ہنوز — صد پیمبر دیدہ و کافر ہنوز

تاریکی گمراہی کی علامت ہے اور تاریکی اس قہر کی بھی ایک علامت ہے جو ابلیس نے آدم کے تئیں ہمدردی کے جذبے کے تحت اپنی جان پر لے لیا اور آدم پر بڑا احسان کیا یہاں تاریکی میں سے شعلے کا نمودار ہونا اس بات کی طرف ایک واضح اشارہ ہے کہ ابلیس کو جب خدا نے آدم کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے سجدہ نہ کرنے کا یہ سبب بتایا کہ اس کی تخلیق آگ سے کی گئی ہے جب کہ آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے بہر حال ابلیس جب زندہ رُود یعنی اقبال کو دیکھتا ہے تو وہ

Scanned by CamScanner

ایک لمبی آہ لے لیتا ہے اور اپنی ثابت قدمی اور استقامت کا ذکر کرتا ہے ابلیس کہتا ہے کہ میں نے روز سر مستی کو خدا کی عدول حکمی کے بعد اُس سے اس کے بندوں کو گمراہ کرنے کی اجازت طلب کی اور اس نے مجھے اس کی اجازت دے دی۔ جب سے میں خدا کے ساتھ کئے گئے اس وعدے پر سختی سے کاربند ہوں اگرچہ میں نے اپنی طرف سے علماء کو کوئی کتاب نہیں دی پھر بھی۔

رشتہ دیں چوں فقیہاں کس نرشت
کعبہ را کردند آخر خشت خشت
کیش ما را ایں چنیں تاسیس نیست
فرقہ اندر مذہب ابلیس نیست

دنیا کے تمام مذاہب میں گرچہ فرقے پائے جاتے ہیں لیکن ابلیس کا مذہب فرقہ بندی سے مستثنیٰ ہے مذہب ابلیس کا ایک واحد مسلک ہے اور وہ ہے خدا کی نافرمانی کرنا۔ ابلیس کہتا ہے کہ دنیا میں خیر و شر کی بحث میرے ہی دم سے ہے اگر میں حکم خداوندی کا انکار نہ کرتا تو شر کا وجود ہی کہاں ہوتا۔ بال جبریل کی نظم "جبریل و ابلیس" میں جب جبریل ابلیس کو اس کی نافرمانی کا احساس دلاتے ہوئے کہتا ہے۔

کھو دیے انکار سے تو نے مقامات بلند　　چشم یزداں میں فرشتوں کی رہی کیا آبرو

تو ابلیس بڑے ہی تفاخر سے طنطنے کے ساتھ جواب دیتا ہے

ہے مری جرأت سے مشت خاک میں ذوق نمو
مرے فتنے جامۂ عقل و خرد کا تار و پو
دیکھتا ہے تو فقط ساحل سے رزم خیر و شر
کون طوفاں کے طمانچے کھا رہا ہے میں کہ تو

اور پھر اس زندگی کی گہما گہمی اور ہنگامہ حیات کو اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے کہتا ہے۔

گر کبھی خلوت میسر ہو تو پوچھ اللہ سے　　قصۂ آدم کو رنگیں کر گیا کس کا لہو

Scanned by CamScanner

جاوید نامہ میں ابلیس کہتا ہے کہ میں نے وجود حق سے انکار ضرور کیا لیکن تو میری اصلیت کو دیکھ لے۔ میرے ظاہر پر نہ جا میرے باطن کو دیکھ لے۔ میں نے ظاہری طور پر خدا کی ہستی سے انکار کر دیا ہے لیکن میں نے تو حقیقت میں انکار کے پردے میں اس کی ہستی کا اقرار کر لیا ہے میرا انکار اقرار سے بہتر ہے کیونکہ مجھے آدم سے ہمدردی تھی اس کے بعد ابلیس آدم کے تئیں ہمدردی کا اظہار کر کے اُسے مخلصانہ مشورہ دیتا ہے کہ تو میری قید سے رہائی حاصل کر لے تو اپنے ساتھ میرا نامہ اعمال بھی تاریک نہ کر۔

در جہاں صیاد با نخچیر ہاست تا تو نخچیری بکشیم تیر ہاست
صاحب پرواز را افتاد نیست صید اگر زیرک شود صیاد نیست

اقبال کا نظریہ یہ ہے کہ انسان کی خودی ایسی ہونی چاہیئے کہ وہ خدا کی ذات میں اس قدر ضم اور گم نہ ہو جائے کہ اس کا اپنا وجود ہی باقی نہ رہے قطرہ سمندر میں مل کر اپنا وجود کھو بیٹھتا ہے اور سمندر کے ساتھ ایک ہو جاتا ہے جب کہ سیماب کا قطرہ اپنی انفرادیت اور اپنی خودی کو برقرار رکھتا ہے اقبال کا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ زندگی جہد مسلسل کا نام ہے اور منزل کا حصول شوق آرزو اور جستجو کی موت ہے ابلیس ایک جگہ کہتا ہے۔

تو نہ شناسی ہنوز شوق بمیرد ز وصل چیست حیات دوام، سوختن ناتمام

ابلیس کے نزدیک ساز زندگی سوز فراق پر موقوف ہے

گفت ساز زندگی سوز فراق اے خوشا سرمستی روز فراق
بر لبم از وصل می ناید سخن وصل اگر خواہم نہ او ماند نہ من
حرف وصل او را از خود بیگانہ کرد تازہ شد اندر دل او سوز و درد

دوسری نظم کا عنوان "نالہ ابلیس" ہے عام طور پر انسان شیطان سے پناہ مانگتا ہے لیکن "نالہ ابلیس" میں ابلیس ہی انسان سے پناہ مانگتا ہے کیونکہ آدم کی صحبت نے اُسے خراب کر دیا ہے

Scanned by CamScanner

دیکھئے ابلیس کس طرح نالہ کرتا ہے۔

اے خداوند صواب و ناصواب — من شدم از صحبت آدم خراب

ہیچ گہ از حکم من سر بر نتافت — چشم از خود بست و خود را در نیافت

خاکش از ذوق ابا بیگانہ — از شرار کبریا بیگانہ

صید خود صیاد را گوید بگیر — الاماں از بندہ فرماں پذیر

ان اشعار میں ابلیس آدم کی فرمانبرداری، خام فطرت اور کمزور ارادے کی دہائی دیکر خدا سے اپنی سابقہ اطاعت کا واسطہ دیکر کہتا ہے کہ اے خدا! مجھے ایسے کمزور آدم سے نجات دیدے یہ کیسا صید ہے کہ خود بخود میرے دام میں اسیر ہو جاتا ہے اگر تونے مجھے اتنا طاقتور بنایا ہے تو مجھے ایک ایسا ہی قوی حریف عطا کردیتے جس سے برسر پیکار ہوکر میں لطف اندوز ہوجاتا یہ آدم تو مٹی کا ایک کھلونا ہے جب کہ میں مرد پیر ہوں کوئی مرد پیر مٹی کے کھلونوں سے کھیلے یہ اُسے ہرگز زیب نہیں دیتا یہ آدم تو میرے سامنے مٹھی بھر خس رہ گیا ہے جس کو جلانے کیلئے بس ایک ہی شرارہ کافی ہے تونے تو مجھے آگ سے خلق کیا ہے میرے اندر جو عالم سوز آگ ہے اس کا تو کوئی مصرف ہی نظر نہیں آتا۔ اے خدا! مجھے ایک ایسا حریف عطا کر جو مجھے شکست دے سکے اور جس کی ایک ہی نگاہ سے میں لرزہ براندام ہوجاؤں۔

بندہ باید کہ پیچد گردنم — لرزہ اندوز د نگاہش در تنم

آں کہ گوید از حضور من برو — آں کہ پیش او نیرزم با دو جو

اے خدا یک زندہ مرد حق پرست — لذتے شاید کہ یابم در شکست

دراصل علامہ اقبال نے انسان کی کمزور فطرت، پست ہمتی، اور پست ارادے کے پیش نظر اُسے آئینہ دکھانے کیلئے ابلیس کے کردار کو آلہ کار بنایا ہے اقبال نے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کیلئے کبھی بلواسطہ پیرایہ بیان اختیار کیا ہے انہوں نے جس ماحول میں پرورش و پرداخت پائی اور پھر اُن کے ذہن میں رسول ﷺ اور صحابہ کرام کی سیرت کے نقوش موجود تھے جن کے پیش نظر

Scanned by CamScanner

انہوں نے انسان کے متعلق جو نصب العین قائم کیا تھا اس پر جب وہ پورا یا کھرا پایا تو ظاہر ہے ان کے ذہن میں اس کے خلاف ایک قسم کا خاموش غم وغصہ یا ردعمل پیدا ہوا جس کا اظہار وہ رہ رہ کر اپنے کلام میں کرتے رہے جواب شکوہ میں وہ مسلمان کی خامیوں اور خرابیوں کا برملا اظہار کرتے ہیں انسان کے متعلق اُن کے یہ خیالات ملاحظہ کیجئے۔

یہی انسان ہے سلطان بحر و برکا   کہوں کیا ماجرا اس بے بصر کا
نہ خود بیں نے خدا بیں نے جہاں بیں   یہی شہکار ہے تیرے ہنر کا

اقبال یہاں تک کہہ گئے ہیں کہ جس قوم کو پیغمبر زندہ نہیں کر سکے اسے میری شاعری کیونکر بیدار کر سکتی ہے" نالۂ ابلیس" کا مطالعہ کرنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ابلیس آدم کے متعلق جن خیالات کا اظہار کرتا ہے وہ اقبال کے اپنے خیالات ہیں اور یہ خیالات اُن کے نصب العین کی بلندی کی وجہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔